حکمتِ مودودیؒ

کامیابی کی شرائط

اُخوت و محبت

جماعت کا اوّلین وصف یہ ہونا چاہیے کہ اس کے شرکا آپس میں محبت کرنے والے ہوں، ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کا معاملہ کریں۔ جس طرح ایک عمارت اسی وقت مستحکم ہوتی ہے جبکہ اس کی اینٹیں باہم مضبوطی کے ساتھ پیوستہ ہوں اور اینٹوں کو جوڑنے والی چیز سیمنٹ ہے۔ اسی طرح ایک جماعت بھی اس وقت بنیانِ مرصوص بنتی ہے جب کہ اس کے ارکان کے دل ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں اور دلوں کو جوڑنے والی چیز مخلصانہ محبت ہے، آپس کی خیر خواہی اور ہمدردی ہے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کا معاملہ ہے۔ نفرت کرنے والے دل کبھی نہیں مل سکتے۔ منافقانہ میل جول کوئی حقیقی اتحاد پیدا نہیں کرسکتا۔ خودغرضانہ اتحاد نفاق کا پیش خیمہ ہوتا ہے، اور محض ایک روکھا سوکھا کاروباری تعلق کسی رفاقت کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ کوئی دنیاوی غرض ایسے بے جوڑ عناصر کو جمع بھی کردے تو وہ صرف بکھرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں اور پھر کچھ بنانے کے بجائے آپس ہی میں کٹ مرتے ہیں۔ . . . اس طرح کی جماعت حقیقت میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے۔ جس کے اندر فساد ڈالنے کے لیے کوئی شگاف نہیں پاتا اور باہر سے مخالفتوں کے سیلاب اٹھا اٹھا کر لاتا بھی ہے تو اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ . . .

حکمت

. . . ایک نہایت اہم وصف حکمت ہے، جس پر بہت بڑی حد تک کامیابی کا انحصار ہے۔ دنیا میں جو نظامِ زندگی بھی قائم ہیں ان کو اعلیٰ درجے کے ذہین اور ہوشیار لوگ چلا رہے ہیں، اور ان کی پشت پر مادی وسائل کے ساتھ عقلی و فکری طاقتیں اور علمی و فنی قوتیں کام کررہی ہیں۔ ان کے مقابلے میں ایک دوسرے نظام کو قائم کردینا اور کامیابی کے ساتھ چلا لینا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ بسم اللہ کے گنبد میں رہنے والوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ سادہ لوح لوگ خواہ

کتنے ہی نیک اور نیک نیت ہوں' اس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ اس کے لیے گہری بصیرت اور تدبر کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے دانش مندی اور معاملہ فہمی درکار ہے۔ اس کام کو وہی لوگ کرسکتے ہیں جو موقع شناس اور باتدبیر ہوں' اور زندگی کے مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ حکمت ان سب اوصاف کے لیے ایک جامع لفظ ہے اور اس کا اطلاق و دانائی وزیرکی کے متعدد مظاہر پر ہوتا ہے۔

یہ حکمت ہے کہ آدمی انسانی نفسیات کی سمجھ رکھتا ہو اور انسانوں سے معاملہ کرنا جانتا ہو۔ لوگوں کے اذہان کو اپنی دعوت سے متاثر کرنے اور ان کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہو۔ ہر شخص کو ایک ہی لگی بندھی دوا دیتا نہ چلا جائے بلکہ ہر ایک کے مزاج اور مرض کی صحیح تشخیص کرکے علاج کرے۔ سب کو ایک لکڑی سے نہ ہانکے بلکہ جن جن اشخاص اور طبقوں اور گروہوں سے اس کو سابقہ پیش آئے ان کے مخصوص حالات کو سمجھ کر ان کے ساتھ معاملہ کرے۔

یہ بھی حکمت ہے کہ آدمی اپنے کام کو' اس کے کرنے کے طریقوں کو' جانتا ہو' اور اس کے راستہ میں پیش آنے والی دشواریوں' مخالفتوں' اور مزاحمتوں سے نمٹنا بھی اس کو آتا ہو۔۔۔

یہ بھی حکمت ہی ہے کہ آدمی اس وقت کے حالات پر نظر رکھتا ہو' مواقع کو سمجھتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ کس موقع پر کیا تدبیر کی جانی چاہیے۔ حالات کو سمجھے بغیر اندھا دھند قدم اٹھا دینا' بے موقع کام کرنا اور موقع پر چوک جانا مغفل لوگوں کا کام ہے۔ اور ایسے لوگ خواہ کتنے ہی پاکیزہ مقصد کے لیے کتنی ہی نیکی اور نیک نیتی کے ساتھ کام کررہے ہوں' کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اور ان سب حکمتوں سے بڑھ کر راس الحکمت یہ ہے کہ آدمی دین میں تفقہ اور معاملات دنیا میں بصیرت رکھتا ہو۔ محض احکام اور مسائل شریعت سے واقف ہونا اور انھیں پیش آمدہ حوادث پر چسپاں کردینا منصب افتا کے لیے تو کافی ہوسکتا ہے' مگر بگڑے ہوئے معاشرے کو درست کرنے' اور نظام زندگی کو جاہلیت کی بنیادوں سے اکھاڑ کر دین کی بنیادوں پر از سرنو قائم کرنے کے لیے کافی نہیں ہوسکتا۔ اس مقصد کے لیے تو ضروری ہے کہ آدمی جزئیات احکام کے ساتھ کلیات احکام' بلکہ پورے نظام دین پر نظر رکھتا ہو۔ پھر احکام کے ساتھ ان کی حکمت کا بھی اسے علم ہو اور وقت کے ان حالات و مسائل کو بھی وہ سمجھتا ہو جن میں احکام کو رائج کرنا مطلوب ہو۔